www.KitaboSunnat.com

حافظ صلاح الدین یوسف

اَخلاقی بحران سے نجات

اسوۂ حسنہ ﷺ کی روشنی میں

نبی کریم ﷺ کے مقاصدِ بعثت میں ایک اہم مقصد تزکیۂ نفوس بھی بتلایا گیا ہے۔ آپ کے یہ مقاصدِ بعثت جن میں تزکیہ بھی شامل ہے، قرآن کریم میں ۴ مقامات پر بیان کیے گئے ہیں:

سورۂ بقرہ آیت ۱۲۹ اور آیت ۱۵۱، آلِ عمران، آیت ۱۶۴ اور سورۂ جمعہ، آیت ۲......

﴿يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾

''وہ پیغمبر اُن پر اللہ کی کتاب کی آیات کی تلاوت کرتا، ان کا تزکیہ کرتا اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے'' (الجمعہ، آل عمران)

تزکیۂ نفوس، اصلاحِ عقائد

تزکیہ کا مطلب ہے، پاک صاف کرنا، نکھارنا اور میل کچیل دور کرنا، اس تزکیے میں عقائد کی صفائی اور اخلاق وکردار کی صفائی دونوں شامل ہیں۔ پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد ﷺ نے لوگوں کے عقیدے بھی درست کیے، انہیں لات وعزیٰ اور منات وہبل کی عبادت سے ہٹا کر ایک اللہ کی عبادت پر لگایا، شرک کی گندگیوں سے اُنہیں پاک کر کے توحید کے نور سے اُن کے سینوں کو منور فرمایا۔ اُن کے عقیدوں میں یہ فساد تھا کہ وہ اللہ کو تومانتے تھے اور مانتے ہی نہ تھے، تسلیم کرتے تھے کہ آسمان وزمین اور ساری کائنات کا خالق بھی وہی ہے، مالک بھی وہی ہے، رازق بھی وہی ہے بلکہ کائنات کا سارا نظم وتدبیر اسی کے اَمر ومشیت کا مرہون ہے اور اس میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ لیکن وہ بتوں کو رضائے الٰہی کا مظہر گردانتے ہوئے یہ سمجھتے تھے کہ اُن کے ذریعے سے ہمیں اللہ کا قرب حاصل ہوگا، اللہ کی بارگاہ میں یہ ہمارے سفارشی ہیں: ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلاَّ لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ (سورۂ زمر: ۳) ''ہم تو ان کی عبادت اس لیے کرتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں'' ﴿هٰؤُلَآءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (سورۂ یونس، ۱۸) ''یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں'' ......اس لیے ہم اللہ کے ساتھ ان کی بھی عبادت کرتے ہیں، ان کے نام کی بھی نذر نیاز دیتے ہیں اور ان کی بھی تعظیم کرتے ہیں۔ نبی ﷺ نے ان کے عقیدے کے اس فساد کو دور کیا اور واضح فرمایا کہ یہ رضائے الٰہی کے مظہر قطعاً نہیں ہیں، یہ تو سننے، دیکھنے اور نفع نقصان پہنچانے کی طاقت ہی نہیں رکھتے۔ اُنہیں تم پکارتے ہو، اُن کے نام کی نذر ونیاز دیتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو، جب کہ وہ تمہاری اُن عبادتوں سے بالکل بے خبر ہیں اور قیامت والے دن کہیں گے کہ ہمیں تو بالکل علم ہی نہیں تھا کہ یہ ہماری عبادت کرتے تھے: (سورۂ یونس، ۲۹)

﴿فَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِن كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ﴾ "ہمارے اور تمہارے درمیان اس بات پر اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے کہ ہم تمہاری عبادتوں سے بے خبر تھے۔"

ایسے بے خبر، غافل اور ہر قسم کے اختیارات سے بے بہرہ کب تک اس لائق ہیں کہ ان کی عبادت کی جائے، ان سے استمداد و استغاثہ کیا جائے اور ان سے خوف و طمع رکھا جائے، یا انہیں ذریعہ قربِ الٰہی اور شفیع عاصیاں سمجھا جائے۔ چنانچہ آپ کی اس تبلیغ سے لوگ شرک کی نجاستوں سے نکل کر توحید کی صاف شفاف صراطِ مستقیم پر آئے اور صرف ایک اللہ کے بندے اور اس کے پرستار بن گئے۔ ان کی تمام عبادتیں بھی صرف ایک اللہ کے لیے ہو گئیں۔ اُن کی نمازیں، دعائیں، نذر و نیاز اور صدقہ و خیرات سب ایک اور صرف ایک اللہ کے لیے وقف ہو گئے...... کیونکہ یہ سب عبادت کی قسمیں ہیں، جو اللہ کے سوا کسی کے لیے جائز نہیں ہیں۔ ان کا حاجت روا اور مشکل کشا بھی صرف ایک اللہ ہی رہ گیا، کیونکہ وہی حاجت روائی اور مشکل کشائی پر قادر ہے۔ اس کے سوا کسی کو بھی یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ مافوق الاسباب طریقے سے کسی کی مشکل کشائی و حاجت روائی کر سکے۔

تزکیۂ اَخلاق و کردار

اسی طرح نبی آخر الزمان ﷺ نے لوگوں کے اخلاق و کردار کا بھی تزکیہ فرمایا۔ وہ قوم جس طرح شرک کی تاریکیوں میں گھری ہوئی تھی جس سے آپ نے ان کو نکالا۔ وہ اَخلاقی پستیوں کا بھی شکار تھی، آپ نے اُنہیں ان پستیوں سے اٹھا کر اخلاقی رِفعتوں سے ہمکنار فرما دیا۔ وہ لٹیرے اور رہزن تھے، آپ کی بدولت وہ انسانیت کے ہادی اور رہبر بن گئے۔ وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے، آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔ وہ قاتل و سفاک تھے، وہ ایک دوسرے کے حق میں شفیق و رحیم بن گئے، وہ بیٹیوں کو زندہ در گور کر دیا کرتے تھے، لیکن آپ کی تعلیمات نے انہیں ان کا محافظ اور رکھوالا بنا دیا، وہ خائن و بددیانت تھے، اَمین و دیانت دار بن گئے۔ پہلے اَکل حرام میں اُنہیں کوئی باک نہیں تھا، لیکن ایمان لانے کے بعد صرف اور صرف کسبِ حلال ان کا وطیرہ اور شعار بن گیا، سود خوری، رشوت خوری اور حرام خوری کا کوئی تصور اُن کے اندر باقی نہ رہا۔

ان کے نفوس کا یہ تزکیہ کس طرح ہوا؟ رذائل کی جگہ فضائل نے، معائب کی جگہ محامد نے اور مثالب (بری عادتوں) کی جگہ مناقب نے کس طرح لے لی؟ دلوں کے زنگ کو یہ صیقل اور جلا کیوں کر حاصل ہوئی؟ اور مردہ دِلوں میں زندگی کی لہر کس طرح دوڑ گئی؟...... یہ اس دین کا کمال تھا جو آپ ﷺ لائے تھے، اُس تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھا جو آپ کے ذریعے سے انہیں حاصل ہوئی اور اس اسوۂ حسنہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا پرتو تھا جس کے سانچے میں انہوں نے اپنے آپ کو ڈھال لیا تھا۔

وہ اَخلاق کیا ہے؟ جس کے سمجھنے اور اختیار کرنے سے یہ انقلاب آیا۔ اَخلاق کا مطلب ہے بندوں کے باہمی حقوق و فرائض کی ادائیگی اور باہمی معاملات میں صحیح رویہ۔ انسان جب دنیا میں آتا ہے تو دنیا کی ہر شے سے اُس کا تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ ماں باپ، بہن بھائی، دیگر رشتے دار، دوست اَحباب، پڑوسی، تجارت وکاروبار کے ساتھی، سفر کے ساتھی، قبیلے، خاندان اور برادری کے لوگ، وطن اور محلے کے لوگ، اُن سب سے اپنے اپنے انداز کے تعلقات ہوتے ہیں حتیٰ کہ جانوروں تک کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ ان تمام تعلقات میں حسن معاملہ کے پہلوؤں کو ملحوظ رکھنے کا نام اَخلاق ہے۔

اور انسان جب باہم معاملات میں صحیح رویہ اختیار کرتا اور اپنے ذمے عائد فرائض اور دوسروں کے حقوق صحیح طریقے سے ادا کرتا ہے تو معاشرہ اَمن وسکون کا گہوارہ بن جاتا ہے اور حکومتوں کو مداخلت کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔ جب انسانوں کے اَخلاق سنور جاتے ہیں، اُن کے قلب وذہن کی اِصلاح ہو جاتی ہے اور ایک دوسرے کے حقوق وفرائض کا صحیح احساس اُن کے اندر پیدا ہو جاتا ہے تو کوئی شخص ایسا رویہ ہی اختیار نہیں کرتا جس سے دوسرے کی حق تلفی ہو، دھوکہ فریب اور جعل سازی کا امکان ہو یا وہاں قتل وغارت گری کا بازار گرم ہو، قتال وجدال اور باہم فساد ہو۔ اور جب یہ خرابیاں نہیں ہوں گی تو پولیس کی ضرورت ہوگی نہ سی آئی ڈی کی۔ انٹیلی جنس درکار رہوگی، نہ کوئی اور فورس۔ اس کے بغیر ہی معاشرہ جرائم سے پاک ہوگا اور اگر کبھی بتقاضائے بشریت کسی سے کسی غلطی کا صدور ہو بھی جائے تو وہ از خود عدالت میں حاضر ہو کر اعترافِ جرم کرتا اور سزا کے ذریعے سے پاک ہونے کی خواہش کا اظہار کرتا ہے۔

ایک دور میں چشم فلک نے ایسا مثالی انسانی معاشرہ دیکھا ہے اور یہ وہی معاشرہ ہے جو عہد رسالت مآب ﷺ میں آپ کی تبلیغ ودعوت اور اِصلاح وانقلاب کے بعد قائم ہوا، جس میں محاسبہ ومؤاخذہ کرنے والا کوئی ادارہ نہیں تھا، لیکن مجرم مرد ہوتا یا عورت، اَز خود عدالت میں آکر اقبالِ جرم کر لیتا اور طَهِّرْنِیْ یَا رسولَ اللّٰہِ !(اے اللہ کے رسول! مجھے پاک کر دیجئے) کہہ کر اپنے آپ کو سزا کے لیے پیش کر دیتا۔

جب اَخلاق وکردار کی یہ رفعتیں اور حسن معاملہ کی یہ جلوہ افروزیاں ختم ہوگئیں تو انسانی معاشرے خوفناک درندوں اور خونخوار بھیڑیوں کے ریوڑوں میں تبدیل ہوگئے۔ اور محاسبہ ومؤاخذہ کے دسیوں اداروں کے باوجود انسان کو انسانیت کے دائرے میں رکھنا مشکل تر ہوگیا، جب انسان کا قلب وذہن اِصلاح پذیر نہ ہو تو حکومت کا جبر اور ڈنڈا بھی انسانوں کو اصلاحِ احوال پر آمادہ نہیں کر سکتا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے معاشرے میں اخلاقی بحران کے مظاہر

آج ہمارا معاشرہ سخت اخلاقی بحران کا شکار ہے، اَخلاقی قدریں دَم توڑ گئی ہیں۔ انسان، انسان کا ویری اور اس کے خون کا پیاسا ہے، سلب ونہب اور قتل وغارت گری کی گرم بازاری نے لوگوں سے ان کا سکون چھین لیا ہے، امانت ودیانت کے فقدان نے زندگیوں میں زہر گھول دیا ہے، رشوت کی شدت و وسعت نے عوام کی عزتِ نفس کو پامال کر کے رکھ دیا ہے۔ چور بازاری، لوٹ کھسوٹ، جعل سازی اور ملاوٹ نے لوگوں کے لیے جینا حرام کر دیا ہے، صبر برداشت اور ضبطِ نفس کے بندھن ٹوٹ گئے ہیں، ہر شخص کی آنکھوں میں خون اُترا ہوا ہے اور آستین میں دشنہ و خنجر پنہاں۔ اولاد ماں باپ کی نافرمان اور ماں باپ اولاد سے نالاں، بھائی بہن ایک دوسرے سے کٹے ہوئے اور پھٹے ہوئے اور رشتہ دار ایک دوسرے کے لیے شمشیر برہنہ اور مارِ آستین۔ الغرض تاریکیاں ہی تاریکیاں ہیں کہ کچھ سجھائی نہیں دیتا، ناامیدی سی ناامیدی ہے کہ دور دور تک اُمید کی کوئی کرن نظر نہیں آتی اور ادبار و زوال کی کوئی اتھاہ گہرائیاں ہیں کہ جن سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ملتا۔

اِسی اَخلاقی بحران نے صوبائی، علاقائی اور لسانی تعصبات پیدا کیے اور ابنائے وطن کے درمیان نفرت کی دیواریں کھڑی کیں اور انہوں نے ایک دوسرے کے گلے کاٹے اور مسلسل کاٹ رہے ہیں۔ خون ریزی کا یہ سلسلہ ہے کہ تھمنے میں نہیں آرہا، تعصبات کے جھکڑ ہیں کہ بند نہیں ہو رہے اور بدگمانیوں کا طوفان ہے کہ رُک نہیں رہا۔ اسی اخلاقی بحران نے اہل صحافت کی ایک بڑی تعداد کو "اُس بازار" کا دلال اور نائکہ بنا دیا ہے۔ یہ روزانہ فاحشہ عورتوں کے نیم عریاں پوز چھاپ کر ان کے حسن وجمال کی نمائش کر کے اور ان قومی مجرماؤں کو ہیرو کے روپ میں پیش کر کے خوب دوزخ کی آگ کما رہے ہیں اور دوسری مسلمان خواتین کو بھی بے حیائی و بے راہ روی کی ترغیب دے کر اشاعتِ فاحشہ کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ نام ان کی زبانوں پر بھی اسلام کا ہے لیکن یہ مسلمان عورت کی ردائے تقدس وعصمت کو تار تار کر کے اسلام کی جڑوں پر تیشہ چلا رہے ہیں۔

اسی اخلاقی بحران نے دینی جماعتوں کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر رکھا ہے۔ قیادت وسیادت کے پندار یا چسکے نے ہر دینی جماعت کو دھڑوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ حب جاہ کی اِن فتنہ سامانیوں کے ساتھ حب مال کی حشر سامانیاں الگ۔ منبر و محراب کے یہ وارث آج ہوائی جہازوں میں اُڑتے پھرتے ہیں اور پیجاروں میں سرگرمِ سفر رہتے ہیں، سادگی کا وعظ کرنے والے یہ خطیبانِ خوش بیان، کوٹھیوں اور بنگلوں میں رہتے ہیں اور حریر وکمخواب سے کم لباس زیب تن نہیں فرماتے۔ مساجد ومدارس کی یہ مخلوق آج کل اسمبلیوں کے ایوانوں اور حکومتوں کے نگار خانوں کی زینت ہے۔ سمجھتے یہ ہیں کہ ہمارے وجود گرامی سے حکومت کے بالاخانے بھی اسلام کی روشنی سے جگمگا رہے ہیں، حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ ان کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاست نے، حکومت کے ایوانوں میں علماء کا جو تھوڑا بہت بھرم قائم تھا، وہ بھی کھو دیا اور اسلام کا جتنا کچھ احترام باقی تھا اُسے بھی ختم کر دیا ہے۔ اِن کے اخلاقیات اور اسلام کا یہ حال ہے کہ بینظیر کے ساتھ تو ان کا اتحاد ہو سکتا ہے، نواز شریف کے ہاتھ میں ہاتھ تو یہ دے سکتے ہیں لیکن ایک ہی مسلک کے علماء، ایک ہی نظریے کے حامل مختلف گروہ اور ایک ہی منزل کے یہ راہی باہم متحد نہیں ہو سکتے، ایک دوسرے کے ساتھ اشتراکِ عمل نہیں کر سکتے۔ اور اپنے دلوں کو ایک دوسرے کے خلاف بغض وعناد سے پاک نہیں کر سکتے۔ جب ایک ہی مسلک کے مختلف گروہ قدم بہ قدم ملا کر دین کے لیے جهد وکاوش نہیں کر سکتے تو تمام دینی جماعتوں کا اتحاد کیوں کر ممکن ہے؟ جو پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ دونوں سے ملک کو نجات دلا کر ایک تیسری متبادل قوت ملک کو فراہم کر سکے، جیسا کہ بہت سے دینی درد رکھنے والوں کی سوچ ہے۔ اس سوچ کی خوبی اور عمدگی میں یقیناً کوئی شبہ نہیں۔ لیکن جن دینی جماعتوں کے اختلاف وافتراق کا یہ حال ہو جو ابھی بیان ہوا، وہ اِتحاد کی ایک لڑی میں کیوں کر منسلک ہو سکتی ہیں؟ اور ایک لڑی میں منسلک ہوئے بغیر وہ کس طرح ملک کو ایک تیسری متبادل قوت فراہم کر سکتی ہیں؟

تو کارِ زمیں را نکو ساختی
کہ با آسماں نیز پرداختی

اسی اخلاقی بحران نے ”ہارس ٹریڈنگ“ جیسے مذموم کاروبار کو فروغ دیا ہے جس میں ممبرانِ اسمبلی کی گھوڑوں اور خچروں کی طرح خرید و فروخت ہوتی ہے۔ اسی بحران نے ضمیر فروشی کو اس انتہا تک پہنچا دیا ہے کہ ”لوٹا“ کی اصطلاح بھی خوب چل پڑی ہے، کیونکہ یہ ممبران بے پیندے کے لوٹے کی طرح، کبھی ادھر تو کبھی ادھر کا عجیب منظر پیش کرتے رہتے ہیں۔ جس سے حکومت ہر وقت خوف زدہ رہتی ہے ان لوٹوں کے لڑھکنے کے ڈر سے حکومت اِن کی خاطر مدارات میں لگی رہتی ہے۔ اس کے سد باب کے لئے موجودہ حکومت نے ایک آئینی ترمیم پاس کرائی ہے لیکن اس کے ذریعے ارکانِ اسمبلی کے قلب وضمیر پر ہی تالے لگا دیئے گئے ہیں۔ گویا اخلاقی بحران نے ہمیں کسی ایک اصول اور کسی ایک بات پر قائم نہیں رہنے دیا ہے۔ لینے کا اصول کچھ اور ہے اور دینے کا اصول کچھ اور ع

کیا غضب ہیں یہ لوگ، دِل پہ یہ اختیار
شب کو موم کر لیا، سحر کو آہن بنا لیا

یہ سیاسی بحران بتدریج بڑھ ہی رہا ہے، کم نہیں ہو رہا، اس کی شدت اور سنگینی میں اضافہ ہی ہو رہا ہے، کمی نہیں۔ اور اسی حساب سے اعصابی تناؤ، کساد بازاری، لوٹ کھسوٹ، رشوت خوری اور دیگر ملکی، معاشرتی اور صوبائی مسائل میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یعنی مسائل کم ہونے کی بجائے زیادہ ہو رہے ہیں، فساد بڑھ رہا ہے، بے حیائی زوروں پر ہے اور بین الاقوامی دباؤ میں اضافہ ہو رہا ہے جس سے ملک کی سلامتی واستحکام کو شدید خطرات لاحق ہیں۔ یعنی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرورت جتنی جتنی بڑھتی جاتی ہے صبح روشن کی
اندھیرا اور گہرا، اور گہرا ہوتا جاتا ہے

اسی اخلاقی بحران نے تعلیم وتربیت کا بحران پیدا کیا ہے۔ ہمارے تعلیمی ادارے بانجھ ہوگئے ہیں، وہاں سے بچوں کو امن وشرافت کی بجائے کلاشنکوف کلچر مل رہا ہے یا ناچ گانے، فیشن پرستی اور بے حیائی کا درس۔ تعلیم وتدریس، مقدس پیشے کی بجائے، تجارت بن گئی ہے۔ فیسیں بڑی بڑی، بھاری کتابوں کا بوجھ ناقابل برداشت، لیکن تعلیمی نتیجہ صفر...... کیوں؟ محض اس لیے کہ اساتذہ صرف گریڈوں کے چکر میں رہتے ہیں یا ٹیوشنوں میں مصروف۔ تعلیم وتدریس کسی کے پیش نظر ہی نہیں ہے۔ نجی تعلیمی ادارے انگلش میڈیم کے نام سے خوب دولت کما رہے ہیں لیکن انہوں نے بچوں کو پڑھانے کے لیے نان کوالیفائڈ لڑکیاں رکھی ہوئی ہیں جن کے پاس نہ علم ہے، نہ تجربہ اور دلچسپی ویسے ہی مفقود ہے کہ اس مہنگائی کے دور میں انہیں ہزار، بارہ سو روپے سے زیادہ تنخواہ نہیں دی جاتی۔ ایسے میں انہیں پڑھانے سے کیا دلچسپی ہوسکتی ہے

اسی اخلاقی بحران نے شادیوں کو عذاب بنادیا ہے جو نہایت سادگی سے تکمیل پاجانے والا ایک اسلامی فریضہ تھا۔ اہل ثروت کو شوقِ امارت یا اس کے اظہار کے جذبے نے اور ان کی عورتوں کے حسن وجمال، زیور اور لباس کی نمائش کی خواہش نے شادی کو عذاب بھی بنادیا ہے اور اسے ایک "فیشن شو" کا رنگ بھی دے دیا ہے۔ اب اہل ثروت کی دولت، ملکی مسائل کے حل کے لیے نہیں ہے، مجاہدین کی امداد واعانت کے لیے نہیں ہے، معاشرے کے نادار اور معذور وضرورت مند افراد کے لیے نہیں ہے، قوم کے بچوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنے اور تعلیمی ضروریات مہیا کرنے کے لیے نہیں ہے، غرباء کو علاج کی سہولتیں بہم پہنچانے کے لیے نہیں ہے۔ ان کی دولت صرف فلک نما بنگلوں اور کوٹھیوں کی تعمیر کے لیے ہے یا شادی بیاہ کی فضولیات کے لیے۔ جہاں سینکڑوں کی جگہ ہزاروں اور ہزاروں کی جگہ لاکھوں اور اب شاید لاکھوں کی جگہ کروڑوں روپے خرچ کرنے میں انہیں دریغ اور تامل نہیں۔ کیونکہ ان دونوں چیزوں میں ایسی دوڑ لگی ہوئی ہے کہ وسائل فراواں سے بہرہ ور اشخاص ایک دوسرے سے پیچھے رہنا نہیں چاہتے۔ ان کی کوٹھی اور بنگلہ ہو تو ایسا کہ جو دیکھے، بس دیکھتا رہ جائے۔ اور شادی ہو، بلکہ اب منگنی بھی ہو تو ایسی کہ مدتوں لوگوں کی زبانوں پر اس کے چرچے رہیں۔ جہیز کا عذاب، بَری کا فتنہ، مہندی کی رسم میں نوجوان لڑکیوں کے ناچنے گانے اور اُچھل کود کا فتنہ، طرفین کے رشتے داروں کے جوڑوں کی تیاری، تحفے تحائف کی بھرمار، بجلی کی قمقموں کا سیلاب، آتش بازی کا طوفان، سلامی کی رسم، لشکروں کے لشکر براتی، گویا کسی ملک کو فتح کرنے چلے ہیں، پھر انواع واقسام کے کھانوں کا سلسلہ، علاوہ ازیں چار چار گھنٹوں کے انتظار کے بعد بیک وقت کھانوں پر گدھوں اور چیلوں کی طرح ہجوم اور وہ بے ہنگم طوفان، جیسے کوئی ہفتوں سے بھوکا اور نیم جاں ہو۔ الغرض شادیاں کیا ہیں؟ بے حیائی، بے ہودگیوں اور دولت وحسن کی نمائش کا نام۔ کیا یہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دولت اللہ نے اس لیے دی ہے کہ ان مصارفِ شر پر ان کو خرچ کیا جائے؟ اور اس طرح معاشرے میں احساسِ محرومی کو عام کیا جائے۔ غرض اخلاقی بحران سے پیدا ہونیوالے ناسوروں کا کہاں تک ذکر کیا جائے۔

ع تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

قومی اخلاقی بحران سے نجات کیونکر؟

قوم کو اس اخلاقی بحران سے نکالنے والے اہل سیاست و اہل اقتدار تھے جن کے پاس اختیارات و وسائل کی فراوانی ہے، لیکن ان کو اقتدار کی رسہ کشی سے ہی فرصت نہیں ہے، جس کے پاس اقتدار ہے، وہ شب و روز صرف اس کے تحفظ کی فکر میں ہے۔ اور جو اس سے محروم ہے، وہ اس کے حصول کے لیے مضطرب اور پریشان...... علماء یہ کام کر سکتے تھے، لیکن ان کی ایک تعداد سیاست کی بھول بھلیوں میں گم ہو گئی ہے، کچھ اقتدار کی چوکھٹ پر سجدہ ریز ہیں، کچھ حزبِ اختلاف میں شامل قوم کو جمہوری تماشہ دکھانے میں سرگرم عمل ہیں اور کچھ حجروں اور محرابوں میں بیٹھے فقہی اختلافات پر دادِ تحقیق دینے میں مصروف اور اسی کو حاصل زندگی سمجھے ہوئے ہیں اور کچھ اصلاح و دعوت کا کام کر رہے ہیں تو ان کی آواز نقار خانے میں طوطی کی مہین سی صدا سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔

معلمین اور اساتذہ کی یہ ذمہ داری تھی لیکن ان کی دلچسپیوں کا محور اور انکی سرگرمیوں کا مرکز بھی اب وہ ہے جس کی وضاحت گذشتہ سطور میں کی گئی ہے۔ سیاست کے لال بجھکڑوں اور جمہوریت کے بچہ جمہوروں سے صرفِ نظر کر کے مردانِ غیب سے کچھ اُمیدیں وابستہ کرتے ہیں تو وہاں بھی روشنی کی کرن نظر نہیں آتی۔ ایک مردِ غیب نے گیارہ سال حکومت کی (اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے) لیکن بیشمار خوبیوں کے باوجود وہ وعظ و نصیحت سے زیادہ کچھ نہیں کر سکا، حالانکہ اس چکنے گھڑے پر صرف وعظ و نصیحت کا پانی کس طرح ٹھہر سکتا ہے، اس شور زمین پر تقریر و خطابت کی بارش سے روئیدگی کیوں کر ممکن ہے؟ اور اسکے دلوں کی ویرانی محض کھوکھلے اوراوپرے اقدامات سے کس طرح دور ہو سکتی ہے؟

اس کے لیے تو ایک بھرپور عزمِ اصلاح کی ضرورت ہے، ایک ہمہ جہتی انقلاب اور مسلسل انتہائی سخت اقدامات کی ضرورت ہے، جیسے ایک ناسور زدہ شخص کا علاج چیر پھاڑ کے بغیر ممکن نہیں۔ اسی طرح اس قوم کو بھی ایک سخت آپریشن کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ آپریشن کون کرے؟ حکیم و طبیب خود روگوں کا شکار اور آپریشن کے محتاج ہیں، وہ دوسروں کا آپریشن کس طرح کر سکتے ہیں لہٰذا

ع مژدہ باد اے مرگ، عیسیٰ آپ بیمار ہے...... قرآن نے اس صورتِ حال کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

﴿ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ﴾ (المومنون:۴۰) ''اندھیروں پر اندھیرے، ہاتھ باہر نکالو تو کچھ بھائی نہیں دیتا، اور جس کے لئے اللہ روشنی مہیا نہ کرے تو اس کے لئے کوئی روشنی نہیں''

قرآن نے اس صورتِ حال کا علاج بھی بتلایا ہے اور وہ ہے اللہ کا نور یعنی اسلام کا نفاذ اور اسلامی تعلیمات پر عمل...... صدقِ دل سے، نیم دلی سے نہیں! ع علاج اس کا وہی آبِ نشاط انگیز ہے ساقی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ